Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | ہفتہ ۶ رجب ۱۴۱۰ھ، ۳ تبلیغ ۱۳۶۹ ہش، ۳ فروری ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۹

سچّا احمدی کون ہے؟

"درحقیقت مسلمانوں کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو سب سے زیادہ دُکھ احمدی کو پہنچتا ہے اگر اس کو دُکھ نہیں پہنچتا تو وہ سچّا احمدی نہیں ہے۔ مَیں تو تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ ایک ایسے احمدی کا جس کو دنیا میں کہیں بھی مسلمان کے دکھ سے راحت پہنچتی ہو"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔
الفضل ۲۹ رجنوری ۱۹۹۰ء صہ ۵)

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"جب انسان خدا تعالےٰ کی طرف ترقی کرنے لگتا ہے تو پہلے اس کی حالت بہت ابتر ہوتی ہے۔ جس طرح ایک بچّہ آج پیدا ہوا ہے تو اس میں صرف دودھ چوسنے ہی کی طاقت ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔ پھر جب غذا کھانے لگتا ہے تو آہستہ آہستہ غصّہ، کینہ، خودپسندی، نخوت علیٰ ہذا القیاس۔ سب باتیں اس میں ترقی کرتی جاتی ہیں اور دن بدن جوں جوں اس کی غذائیت بڑھتی جاتی ہے۔ شہوات اور طرح طرح کے اخلاق ردیّہ اور اخلاقِ فاضلہ زور پکڑتے جاتے ہیں اور اسی طرح ایک وقت پر اپنے پورے کمالِ انسانی پر جا پہنچتا ہے اور یہی اس کے جسمانی جنم ہوتے ہیں۔ یعنی کبھی کُتے، کبھی سؤر، کبھی بندر، کبھی گائے، کبھی شیر وغیرہ جانوروں کے اخلاق اور صفات اپنے اندر پیدا کرتا جاتا ہے گویا کل مخلوقات الارض کی خاصیت اس کے اندر ہوتی جاتی ہے اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ سلوک کا راستہ چاہے گا تو یہ ساری خاصیتیں اس کو طے کرنی پڑیں گی اور یہی تناسخ اصفیاء نے مانا ہے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم صہ ۹۵-۹۶)

نعمت سے فائدہ اٹھانے کیلئے قربانی کی ضرورت

ارشادات سیّدنا حضرت فضلِ عمر اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو۔

"اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو تمام وجوہ سے کامل ہوتی ہیں اور تمام ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم نے تم کو ایسی نعمت دی ہے کہ جس کی کوئی انتہا ہی نہیں تو تمہارا فرض ہے کہ تم اس کی قدر کرو۔ اس کا شکریہ ادا کرو اب وہ شکریہ دو طور سے ہو سکتا ہے۔ ایک تو زبان سے کہ اس کے انعامات کا زبان کے ذریعہ سے اظہار کیا جائے اور اس کو یاد کیا جائے۔ دوسرے اپنے عمل سے۔ عمل سے اس طرح کہ ان نعمتوں کو موقع کے مطابق استعمال کرو۔

جس بات کے لئے اس نے کوئی طاقت دی ہے اس کے لئے تم ان نعمتوں کو حاصل کرو اور ایسے طور پر ان کا استعمال کرو کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی ہتک نہ ہو۔ پھر کبھی بھی کوئی نعمت مفید نہیں ہوا کرتی جب تک اس کے لئے محنت نہ کی جائے اور اسے مفید بنانے کے لئے کوشش نہ کی جائے۔ مثلاً پلاؤ ہے اس کو وہ شخص کیسے کھا سکے گا جس کا معدہ خراب ہے۔ اس کے اندر ایک چاول جانا بھی اس کے لئے نقصان دہ ہوگا۔ اسی طرح ایک اچھے مکان میں وہ شخص کیسے رہ سکے گا۔ جو بھی ہے اور بڑے مکانوں کی رہائش سے ڈرتا ہے اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انعام کے صحیح استعمال کے لئے طاقتوں اور محنت کی بھی ضرورت ہے۔ نعمت سے فائدہ اٹھانے کے لئے قربانی کی ضرورت ہے۔ مثلاً کنواں تو پانی کا موجود ہے لیکن اس سے پانی نکالنے کے لئے بھی تو محنت کی ضرورت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف یہی ضروری نہیں کہ تم عمل اور زبان سے شکریہ ادا کرو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ تم ہر قسم کی قربانیاں بھی کرو۔ اپنے آپ کو تم اسی طرح ذبح کرو جس طرح اونٹ ذبح کیا جاتا ہے۔ تب تم اللہ تعالیٰ کے دوسرے انعامات کے بھی وارث ہو گے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء)

○ محترم مصباح مقصود ورک صاحبہ بنت چوہدری مقصود احمد صاحب ورک نیشنل سیکرٹری صد سالہ جشن تشکر جماعت احمدیہ ناروے کا نکاح ہمراہ مکرم ملک ارشد محمود صاحب اعلان۔ مکرم سید کمال یوسف صاحب مربی انچارج جماعت احمدیہ سویڈن نے ۶ راگست ۱۹۸۹ء کو تیس ہزار نارویجن کراؤنز حق مہر پر بیت النور اوسلو ناروے میں پڑھا۔

○ مکرم چوہدری محمد اسماعیل کاہلوں صاحب کے صاحبزادے عزیزم مکرم داؤد احمد جاوید کاہلوں کے نکاح کا اعلان بعوض ۲۰ ہزار روپے حق مہر ہمراہ عزیزہ فرزانہ ممتاز صاحبہ بنت مکرم چوہدری خالد ممتاز منہاس صاحب دارالعلوم جنوبی، محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے مورخہ ۲۶ رجنوری ۱۹۹۰ء کو بعد نماز عصر بیت المبارک میں کیا۔ احباب سے اس نکاح کے بابرکت اور مثمر ثمرات ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم نصیر احمد صاحب مقیم مغربی جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ ۱۱ رجنوری ۱۹۹۰ء کو پہلی بچی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت بچی کا نام تنویر الاسلام عطا فرمایا ہے۔ بچی مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کی پوتی اور مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب باجوہ کی نواسی ہے۔

ایک احمدی دوست کا ملٹری اعزاز

لانس نائک (ریٹائرڈ) مکرم حبیب اللہ صاحب ابن مکرم شیخ عنایت اللہ صاحب خادم بیت المبارک کو ملٹری میں گرانقدر خدمات کے اعتراف میں "تمغۂ خدمت" دیا گیا ہے۔

احباب جماعت کی خدمت میں دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ یہ اعزاز ہر لحاظ سے موصوف کے لئے بابرکت اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

(ناظر اصلاح وارشاد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ، ربوہ ، مقامِ اشاعت : دارالنصر غربی ربوہ
قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے

۲، تبلیغ ۱۳۶۹ ہش — ۲، فروری ۱۹۹۰ء

تعلیمی وسائل

تعلیم کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے ۔ یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ ایک ایسی روشنی ہے جس سے دنیا کی ساری چیزیں واضح طور پر نظر آ سکتی ہیں ۔ ان کا لطف بھی اٹھایا جا سکتا ہے اور فائدہ بھی ، اور ترقی کی رفتار کو بڑھاوا بھی دیا جا سکتا ہے ۔ بلکہ ترقی کی رفتار کو بڑھاوا دیا ہی تعلیم سے جا سکتا ہے ۔ تعلیم ہی کے ذریعہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کس شعبہ میں دنیا نے کہاں تک ترقی کی ہے اور کہاں سے آگے بڑھنے کی کوشش کی جانی چاہیئے ۔

اگرچہ تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے بعض لوگ خواندگی کا ذکر کرتے ہیں لیکن اس بات کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ تعلیم ایک مستقل جاری رہنے والا عمل ہے ۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ عمل از خود اپنے آپ کو آگے بڑھاتا ہے ۔ انسان پڑھ سکے اور پڑھائی کی چاٹ لگ جائے تو پھر اور کچھ کرے یا نہ کرے مطالعہ کے بغیر نہیں رہ سکتا اور یہ مطالعہ اس کے ذہن کو روشن کرتا ہے اور اس کے دل کو بھی فراخی سے نوازتا ہے ۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو تعلیم جاری تو رکھنا چاہتے ہیں ، لیکن ان کے وسائل اجازت نہیں دیتے ۔ وہ بہتیرے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن بات نہیں بنتی اور وہ تعلیم کی حسرت دل ہی میں دبائے رکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ۔ اگر ان کے لئے وسائل مہیا ہو سکتے تو یقیناً مزید تعلیم حاصل کرتے اور خود بھی لطف اندوز ہوتے اور دنیا کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں فائدہ پہنچاتے ۔ وسائل مہیا ہونے کی ایک تو یہ صورت ہے کہ ان کے خاندان کے لوگ اجتماعی ذمہ داری قبول کریں تاکہ سب مل جل کر اپنے خاندان کے بچوں کو تعلیم دلوا سکیں ۔ یا وہ خود کچھ عرصہ اِدھر اُدھر کام کر کے وسائل مہیا کریں اور ایک دفعہ پھر پڑھائی میں لگ جائیں ۔ ان دو باتوں کے علاوہ ہماری جماعت نے اللہ کے فضل سے ایک تیسرا راستہ بھی اختیار کیا ہوا ہے اور وہ ہے جماعتی امداد ۔ نظارت تعلیم ۔ صدر انجمن احمدیہ تعلیم کے سلسلہ میں ضرورت مندوں کی ضرورت کا خیال رکھتی ہے ۔ وظائف بھی دیتی ہے اور قرض حسنہ بھی ۔

لیکن جماعت جس فنڈ سے یہ وسیلہ فراہم کرتی ہے وہ جماعت کے مخیّر احباب کی ادا کردہ رقوم سے معرضِ وجود میں آتا ہے ۔ یہ ہم سب کا فرض ہے کہ اس اجتماعی ذمہ داری کیلئے اس فنڈ کو مضبوط کریں ۔ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اس امدادی رقم کو بڑھاتے رہیں تاکہ ہمارے بچّے اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں ۔

ہاتھ میں لے کے ہاتھ آگے بڑھیں
بے وسیلہ نہ کوئی رہ جائے
ہے ترقّی کا اِک یہی زینہ
کاش ہر شخص یہ سمجھ جائے

— ابوالاقبال

شعور سے نہ کسی تجربے سے آئی ہے
تڑپ دلوں میں کسی حادثے سے آئی ہے

کہاں مصائبِ دوراں ، کہاں ثباتِ قدم
یہ شان مجھ میں بڑے حوصلے سے آئی ہے

سکوت بخش گیا دِل کو دیدۂ بیدار
ادائے صبر اسی آئینے سے آئی ہے

وفورِ یاس میں دامانِ ضبط چھوٹ گیا
ندائے درد مرے غمکدے سے آئی ہے

گداز قلب بنا ارتباطِ دیدہ و دل
یہ موجِ اشک اسی راستے سے آئی ہے

وفا کی راہ میں مٹنا ہے زندگی کی دلیل
جسد میں جان اسی فیصلے سے آئی ہے

سنے تو کیسے سنے کوئی دور کی آواز
صدائے امن بڑے فاصلے سے آئی ہے

تمہاری یاد کی خوشبو بسا غنیمت ہے
خوشی کی لہر اسی راستے سے آئی ہے

سبوئے جاں میں ہے تلخابۂ غمِ دوراں
مئے شعور اسی میکدے سے آئی ہے

جھلس گیا ہے تمازت سے ہر خوشی کا بدن
غموں کی دھوپ مرے سامنے سے آئی ہے

نظر میں ہیچ ہوئی ہر نشاطِ زیست سلیمؔ
حیات ، موت کے کس مرحلے سے آئی ہے

سلیمؔ شاہجہانپوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون ۔ سین

چاؤشسکو کے بعد

نکولائی چاؤشسکو کا تختہ الٹے ابھی دو تین ہی ہفتے ہوئے ہیں کہ لوگوں میں بے چینی اور بے اطمینانی پیدا ہو گئی ہے۔ فزکس کے ایک پروفیسر پاولو کاسیین جو بخارسٹ یونیورسٹی میں تعلیم دیتے ہیں نے کہا ہے کہ ہمیں چاؤشسکو کے بغیر ہی چاؤشسکوازم مل رہا ہے۔ ایک عورت طالب علم نے جس کا نام ییریلا وسیلیو ہے اس خطرے کا اظہار کیا کہ شاید ہمارے لوگوں نے بے وجہ جانیں دی ہیں۔ یہ تو نہیں کہا سکتا کہ یہ نمائندہ خیالات ہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں وہاں کہیں نہ کہیں یہ باتیں شروع ہو گئی ہیں۔ نیشنل سالویشن کونسل پر شک کئے جا رہے ہیں کہ جو وعدے دیئے جا رہے ہیں وہ پورے بھی ہوں گے یا نہیں۔ ایک نمائندہ طلباء جس کا نام مارینا رامتا ہے نے کہا کہ حکومت سے توجہ طلباء کو شامل کرنے کی بات ہوئی تھی لیکن ہم تو صرف ایک طالب علم کو وہاں دیکھتے ہیں۔ طلباء کو شکایت یہ ہے کہ انقلاب کو فتح تک تو انہوں نے پہنچایا لیکن اب ان کی کوئی بات نہیں سنتا حتیٰ کہ انہیں ٹیلی ویژن پر جا کر اپنے خیالات کا اظہار بھی نہیں کرنے دیا جاتا۔

حقیقت یہ ہے کہ غیر یقینی اور انتشار کی فضاء نئے رومانیہ میں خاص طور پر دیکھنے میں آ رہی ہے۔ اعلان کیا گیا تھا کہ تیسرے پروگرام کی (رومانیہ ریڈیو کے) تمام خدمات نوجوانوں کو پیش کر دی گئی ہیں لیکن اسے بھی بروئے کار نہیں لایا گیا۔ ایک اور اعتراض جو اپنے اندر وزن بھی رکھتا ہے اور جسے بار بار دہرایا بھی جا رہا ہے یہ ہے کہ انتخاب کی تاریخ اپریل کے مہینے میں مقرر کی جا رہی ہے حالانکہ یہ وقت اتنا قریب ہے کہ اس وقت انتخاب کروائے ہی نہیں جا سکتے۔ سیاسی پارٹیاں اپنے آپ کو مجتمع نہیں کر سکتیں اور نئی پارٹیاں مستحکم نہیں ہو سکتیں۔ البتہ ایک بات تسلی بخش ہے کہ حکومت ان تمام اعتراضات کو پس پشت نہیں ڈال رہی بلکہ ان پر غور کر رہی ہے صدر اولی لولیسکو (IOLILIESCU) نے اعلان کیا ہے کہ انتخاب کی تاریخ پر نظر ثانی کی جا سکتی ہے اور یہ کہ تمام پارٹیوں کو بھی اپنے انتخابی پروگرام کے لئے ٹیلیویژن پر وقت مہیا کیا جائے گا۔ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ نیشنل سالویشن فرنٹ کی کوشش یہ ہے کہ انتخابات کے بعد بھی معاملات زیادہ تر فرنٹ کے ہی ہاتھ میں رہیں۔ لیزرڈان (LASERDAN) جو نیشنل کرسچین ڈیموکریٹ کسان پارٹی کے نمائندہ ہیں نیشنل سالویشن پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ حکومت سنسر بھی عائد کرنا چاہتی ہے اور جملہ حالات پر اپنا اثر رسوخ بھی قائم کرنا چاہتی ہے۔ وہ کہتے ہیں پہلے انہوں نے کہا تھا کہ ہم کوئی پولیٹیکل پارٹی نہیں ہیں۔ اب سب سے پہلی پولیٹیکل پارٹی یہی ہے۔ پہلے انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم انتخابات میں حصہ نہیں لیں گے لیکن اب یہ اپنے امیدوار بھی کھڑے کر رہے ہیں۔

پروفیسر سی سین کا خیال ہے کہ جو لوگ انقلاب سے پہلے اقتدار میں تھے۔ اب بھی وہی لوگ اقتدار میں ہیں۔ سوائے چاؤشسکو قبیلے کے۔ اپنے اس خیال کی دلیل وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ یان نکولسکو پہلے کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل مرکزی کمیٹی کے ممبر تھے۔ اب بخارسٹ میں خورد و نوش کا سامان تقسیم کرنے کے انچارج۔ رومانیہ کے ہر حصے سے یہ آواز اٹھ رہی ہے کہ چاؤشسکو کے وفادار افسروں کو کسی سیاسی یا معاشی عہدے پر متعین نہ کیا جائے۔ ایک اور شخص کہتے ہیں کہ انقلاب ایک ایسا موقعہ ہوتا ہے جب آگے بڑھنے کی خواہش رکھنے والے لوگ آگے بڑھ کر حالات کو اپنے قابو میں لے لیتے ہیں۔ یہ بات مرسیا ڈنسکو (MIRCEADINESCU) نے کہی ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو چاؤشسکو کی مخالفت میں پیش پیش تھا اور جسے اس کے اپنے ہی گھر میں نظر بند کر دیا گیا تھا اور اپنے خیالات کی اشاعت سے بھی اسے منع کر دیا گیا تھا چاؤشسکو کا تختہ الٹا جانے سے چند ہفتے پہلے اس نے ایک مفصل رپورٹ شائع کی تھی جس میں رومانیہ کی نہایت تحقیر آمیز حالت کا بیان تھا۔ وہ کہتا ہے کہ بہت سے لوگوں نے صرف اپنا رنگ بدلا ہے۔ کل وہ ذہین رہنما کے لئے واہ واہ کرتے تھے آج وہ اس کی مذمت کر رہے ہیں۔ اور اسے دنیا کا سب سے بڑا مجرم قرار دے رہے ہیں۔ اس کا خیال ہے کہ لوگوں کے سیاسی ماضی کو بڑی احتیاط سے پرکھ کر انہیں عہدے دیئے جانے چاہئیں۔

آذربائیجان بھی

آرمینیا کے لوگوں اور آذربائیجانیوں میں گذشتہ اتوار کے روز قبائلی جھگڑے خاصی دور تک پہنچ گئے۔ یہ جھگڑے آذربائیجان میں ہوئے جبکہ آرمینیا کے لوگ اپنے ملک میں اس بات کی کوشش میں مصروف رہے کہ سب کے سب جنگی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ روس کی ایجنسی تاس نے بتایا ہے کہ درجنوں افراد اس جھگڑے میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ کچھ دن تک تو یہ جھگڑا خاصا زوردار رہا۔ ہوا ان علاقوں میں جو نگورنی کراباخ میں واقع ہیں۔ روس کی داخلی وزارت نے شومیان اور خنلار KHANLAR میں مزید فوجی کمک بھیجی ہے جو ان فسادات کو فرو کرنے کے لئے گئے ہیں اس سے قبل تاس نے بتایا تھا کہ آرمینیا کے خلاف ہونے والے فسادات میں ۲۵ افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ یہ آذربائیجان کے دارالخلافہ باکو کی بات ہے اس کے بعد ایک قومی ریلی میں جس میں آرمینیا کے حملے کی مذمت کی گئی لوگوں نے نعرے لگائے۔ آرمینیا کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے آذربائیجان کے متعدد گاؤں پر حملہ کر دیا تھا۔ آرمینیا کے دارالخلافہ ییریوان میں تین لاکھ افراد کی ایک ریلی ہوئی جس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ آرمینیا کو شعونیہ علاقے میں حملوں سے بچانے کے لئے لوگوں کو خود حفاظتی تدابیر اختیار کر لینی چاہئیں۔ آرمینیا کے لوگوں اور آذربائیجانیوں کے گذشتہ دو سالوں میں کئی دفعہ خون آشام جھگڑے ہو چکے ہیں اور موضوع نزاع نگورنی کراباخ کا علاقہ ہے۔ وہاں پر رہتے تو آرمینیا کے لوگ ہیں لیکن وہ ہے آذربائیجانیوں کے زیر تسلط۔ آرمینیا کے لوگ چاہتے ہیں کہ اس علاقے کو آرمینیا میں شامل کیا جائے۔ ییریوان میں جو ریلی ہوئی اس میں ماسکو کی اس لئے مذمت کی گئی کہ وہ فسادات کو فرو کرنے میں ناکام رہا ہے۔ جب یہ بتایا گیا کہ ماسکو کے دو نمائندے ییریوان آ رہے ہیں۔ تو ہجوم نے ان کا مذاق اڑایا اور کہا کہ ان کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

تہران سے ایک خبر مظہر ہے کہ روسی آذربائیجان کے دسیوں افراد دریا آراس (ARAS) تیر کر ایران پہنچ گئے ہیں۔ اور وہ اس علاقے میں پہنچے ہیں جہاں گذشتہ دنوں مسلمان قوم پرستوں نے روس کے ساتھ ملنے والی سرحد کی تنصیبات کو گرا دیا تھا۔ ایران کی نیوز ایجنسی ارنا (IRNA) نے بتایا ہے کہ اس دریا کے کنارے پر درجنوں آذربائیجان کے لوگ کھڑے ہیں جو اسلامی نعرے لگا رہے ہیں اور جو لوگ دریا پار کرتے ہیں ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ ناخچیوان۔ ایسی جگہ جہاں آذربائیجانی پہنچنا چاہتے ہیں وہاں پر جو سنگ میل نصب ہیں ان کو گرایا گیا ہے اور گذشتہ دسمبر اور ماہ رواں میں بھی یہ کام جاری رہا۔ دریں اثناء ایران اور روس میں سفر کی پابندیوں کو نرم کر دیا ہے۔

ارشاد حقانی کہتے ہیں۔

ماضی میں بھی اسلامی اقتصادی نظام کے نام پر استحصالی حکمت عملیوں کو جائز قرار دیا گیا۔ اور اپنے مفادات کے تحفظ کیلئے اسے ڈھال کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اب بھی اگر ملک کے سماجی اور معاشی ڈھانچے کی انقلابی تعمیر نو نہیں کی جاتی۔ وعظوں اور لیکچروں سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اسلام کی عادلانہ تعلیمات کو حقیقت بنانے کے لئے معاشی ناہمواریوں کو ختم یا کم کرنا ہو گا۔ اور انصاف کا ایک کم سے کم معیار اور مساوی مواقع کا ایک ادنیٰ سے ادنیٰ ڈھانچہ کھڑا کرنا ہو گا۔ ورنہ ساری لفاظی بیکار ہو گی۔ اسلام اسلام پکارنے کے باوجود یہاں اسلام کی عملی تاویل کوئی سامنے نہ آ سکے گی۔ سرمایہ دار ملکوں نے اپنے ہاں سماجی انصاف کا ایک نظام قائم کر لیا ہے۔ اور جن کمیونسٹ ملکوں میں کمیونسٹ پارٹی کی اجارہ داری ختم ہوئی ہے وہاں بھی لازماً اجتماعی عدل کے تقاضوں کو یکسر نظر انداز کرنا کسی کے لئے

باقی صـ۷ـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

احمدی ایک غیر کی نظر میں

انطونیو گالیری اوٹاوہ (کینیڈا) کی کارلٹن یونیورسٹی میں مذاہب کے پروفیسر ہیں۔ انہیں احمدیت کا علم اس صدی کی پچاسویں دہائی میں اس وقت ہوا جب انہوں نے ولفرڈ کینٹول سمتھ WILFRED CANTWELL SMITH کے ایک سیمینار (جس کا موضوع تھا ' اسلام اور ایمان) میں شرکت کی۔ اس میں انہیں پنجاب کے ۱۹۵۳ء کے فسادات کے بعد لکھی جانے والی منیر رپورٹ پڑھنے کو کہا گیا۔ ۱۹۷۵ء میں مہم جوئی کے سلسلہ میں K_2 کے بالتورو گلیشئر پر ڈاکٹر مومن خلیفہ (احمدی کینیڈین ڈاکٹر) کی معیت میں پہنچے۔ اب جو انہیں ۱۹۷۴ء میں ہونے والے واقعات کا علم ہوا تو ان کا شوقِ تجسس اور تیز ہو گیا اور مزید تحقیق کی خواہش ابھری جو کہ اس طرح پوری ہوئی کہ وہ نومبر ۱۹۸۷ء میں محترم میجر رحمت چوہدری صاحب کے ہمراہ پاکستان تشریف لائے۔ اس دفعہ ان کی تحقیق کا نقطۂ مرکزی احمدیوں پر ہونے والے مظالم تھا۔ حالات سے پوری طرح باخبر ہونے کے لئے وہ راولپنڈی۔ اسلام آباد۔ مردان۔ گجرات۔ لاہور۔ ربوہ۔ کوئٹہ۔ کراچی اور دیگر مقامات پر گئے۔ جماعت کے افراد کے علاوہ غیر از جماعت احباب سے بھی ملاقاتیں کیں، جیل خانوں میں گئے۔ احمدی بیوت الذکر کی حالت دیکھی، غرضیکہ ہر ایک چیز کو بنظرِ عمیق دیکھا استفسارات کئے۔ احمدیوں کے عقائد اور دوسرے کھٹکتے ہوئے سوالوں کے جواب طلب کئے۔ پھر کینیڈا میں بیٹھ کر اپنی کتاب "ضمیر اور تشدد" "CONSCIENCE AND COERCION" تحریر کی جس میں بڑا خوبصورت مگر نہایت ہی غیر متعصبانہ رنگ میں آج کے حالات و واقعات پر بھرپور تبصرہ کیا گیا ہے۔ مگر اس اخبار کے صفحات بوجوہ اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے فقط چند باتوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔

مصنف احمدیوں کے کردار و اخلاق سے متاثر ہوئے۔ اس ضمن میں جو انہوں نے فرمایا ہے اس کی چند جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں:۔

سادگی و صفائی پسند:۔ "احمدی سوسائٹی کے دوسرے افراد سے مختلف ہیں۔ اس لئے وہ ایک دوسرے کو ایئرپورٹ کے ہجوم اور ریلوے سٹیشن کے ہنگاموں میں فطری طور پر پہچان لیتے ہیں۔ اُن کا لباس مختلف ہوتا ہے اس لحاظ سے کہ وہ صاف ستھرا ہوتا ہے خواہ وہ غریبانہ ہی کیوں نہ ہو۔ احمدیوں کا تعلیمی معیار بھی بہت بلند ہے۔ اُن کے نوّے فیصد مرد اور سو فیصد خواتین کم از کم میٹرک پاس ہیں۔ وہ یقیناً اعلیٰ تعلیم اور حصولِ علم کو فوقیت دیتے ہیں۔ اس کا باعث اُن کے بانی سلسلہ کا ترغیب دلانا ہے"۔

ربوہ کے مہمان خانے اور لنگر خانے پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ہم نے (مہمان خانے) کا باورچی خانہ دیکھا جو بہت ہی صاف ستھرا تھا (میں کہنے والا تھا کہ اس کی صفائی ہند و پاک سٹینڈرڈ کے مطابق تھی۔ بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ صفائی کے لحاظ سے کسی بھی معیار پر پورا اترتا ہے۔)"

لنگر خانہ اور دفاتر کی عمارات کے متعلق تحریر کرتے ہیں

"بہت اعلیٰ صفائی کے معیار۔ عمارات کی موزوں دیکھ بھال اور مرمّت۔ جماعت احمدیہ کے نظم و ضبط، انتظامی صلاحیتوں اور تکنیکی مہارتوں کی غمازی کرتی ہے"۔

متوکّل:۔ "جن احمدیوں کے ساتھ مجھے سفر کرنے کا اتفاق ہوا ان میں میں نے بے حد توکّل اور تائیدِ ایزدی پر یقین پایا..... رحمت نے اپنی بیٹی ثمینہ کی شادی کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر کیا، اگرچہ احمدیوں کی شادیاں دوسرے مسلمانوں کی نسبت نہایت سادگی سے کی جاتی ہیں اور احمدی اُن بے حد و حساب اخراجات سے اجتناب کرتے ہیں جو رسموں میں جکڑے ہوئے خاندان جہیز اور شادی کی دعوتوں پر کرتے ہیں، مگر وہ پاکستانی رواج کے مطابق بیٹیوں کو وراثت میں حصہ بصورتِ زیورات دیتے ہیں۔ رحمت نے بہت قیمتی زیورات خریدے اور انہیں بینک لاکر میں رکھوا دیا۔ شادی سے کافی روز پیشتر ایک دعوت چائے کے دوران یہ انکشاف ہوا کہ عید کی چھٹیوں کے لئے بینک اس شام سے چار روز کے لئے بند ہو جائیں گے۔ اور چونکہ شادی بھی انہی دنوں میں تھی اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو زیورات نہ دے سکیں گے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ وہ اس طرح شادی کے موقعہ پر ادائیگی فرض سے کوتاہی کے مرتکب ہو کر اپنی اُس بیٹی کی پریشانی کا باعث بنیں گے جس نے انہیں کبھی تکلیف نہ دی تھی۔ انہوں نے دعا کی "اللہ میری مدد کر اور ایسے سامان پیدا فرما کہ میں زیورات لے سکوں"۔ (بینک بند ہو چکا تھا اور بینک لاکر کھولنے کیلئے پانچ متعلقہ کارکنوں کا اکٹھا ہونا لازمی ہے۔ اس کی بظاہر کوئی صورت نہ تھی۔ کیونکہ چھٹیاں ہو چکی تھیں اور سب اپنا رختِ سفر باندھ رہے تھے۔ میجر رحمت صاحب نے بھاگ دوڑ کی اور آخر رات کے دو بجے متعلقہ افراد کو اکٹھا کر کے بینک لاکر کھولا گیا) "میں پاکستانی بینکوں کے کام کی پیچیدگیوں سے تو آگاہ نہیں، لیکن راوی کے بیان کے مطابق وہ جو اُس رات ہوا وہ ایک ناممکن سی بات تھی۔ ایسا کیونکر ممکن ہو سکا رحمت کے خیال میں یہ محض تائیدِ ایزدی تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا جس کے باعث شادی کی بھرپور خوشی نصیب ہو سکی"۔

"راولپنڈی میں ایک ریٹائرڈ گروپ کیپٹن نے مجھ سے ذکر کیا کہ ہم میں اور دوسروں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ہم ایک زندہ خدا پر یقین رکھتے ہیں۔ جب ہم اُسے پکارتے ہیں تو وہ جواب دیتا ہے۔ جب ہم اس سے مانگتے ہیں تو وہ عطا کرتا ہے۔ زندہ خدا پر یقین کا تذکرہ میرے سامنے کئی مواقع پر کیا گیا۔ احمدیوں کا اللہ تعالیٰ کی راہنمائی پر یقین اور اس کے فضل و احسان پر ایمان محض گھریلو معاملات کے سلسلہ میں ہی نظر نہیں آتا بلکہ اہم سیاسی اور ملکی معاملات میں بھی دکھائی دیتا ہے"۔

قابلِ اعتماد:۔ مصنف نے اپنے پر بیتے ہوئے ایک واقعہ کا ذکر کیا، کہ راولپنڈی میں ایک قیمتی شے خریدنے کے لئے ایک دکاندار سے معاملہ طے پا گیا مگر مطلوبہ رقم نہ اُن کے پاس تھی نہ اُن کے ساتھی میجر رحمت صاحب کے پاس۔ مگر اس ناواقف دکاندار نے بغیر کسی شناخت یا ضمانت کے باقی رقم بعد میں وصول کرنے کی پیشکش کر دی۔ وہ تحریر کرتے ہیں

"کہ اس نے کہا، کسی ضمانت کی ضرورت نہیں۔ آپ کے چہرے سے ایمانداری جھلکتی ہے، چہرہ یہ بتلاتا ہے کہ آپ جھوٹ نہیں بول سکتے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ بقیہ رقم میرے عزیز کو اسلام آباد میں دے دیں گے"۔

مصنّف نے اسی قسم کے ایک اور واقعہ کا ذکر کیا ہے، ایک مولوی صاحب جو تحریک ختمِ نبوت کے سرگرم ممبر تھے ایک احمدی بیرسٹر کے پاس اپنا کیس لے کر گئے، انہوں نے یہ واضح کرنے کے بعد کہ وہ احمدی ہیں کیس لینے سے معذرت کی، کیونکہ انہیں خدشہ تھا کہ اگر وہ کیس ہار گئے تو مولوی صاحب الزام لگائیں گے کہ کیس کی پیروی صحیح طور پر نہیں کی گئی مگر مولوی صاحب بضد رہے جس پر احمدی ایڈووکیٹ اس شرط پر راضی ہوئے کہ وہ فیس نہیں لیں گے، مگر یہ شرط مولوی صاحب کو منظور نہ تھی پھر وہ کئی وکیلوں کے پاس گئے جنہوں نے بھاری فیسیں وصول کیں، مگر کارکردگی صفر رہی۔ آخر وہ ان ایڈووکیٹ صاحب کے پاس پھر آئے جنہوں نے اس انداز میں کیس پیش کیا کہ پہلی ہی پیشی میں فیصلہ مولوی صاحب کے حق میں ہو گیا کتاب کے مصنّف تحریر کرتے ہیں۔

"مولوی صاحب خوش ہو گئے اور اب بھی اکثر اُن ایڈووکیٹ کے پاس جاتے رہتے ہیں، اور ان کے لئے نت نئے مؤکل لاتے ہیں، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا ان کا ایک احمدی ایڈووکیٹ کی دیانتداری اور قابلیت پر ذاتی انحصار اس مذہبی مخاصمت کو کم کر سکے گا جو اُن کے دل میں عقائد کے اختلاف کی بناء پر گھر کر گئی ہے۔ اس ضمن میں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جنرل ضیاء الحق احمدی ڈاکٹروں پر اُن کی اچھی شہرت کی بناء پر انحصار کرتے اگرچہ وہ اس بدنامِ زمانہ آرڈیننس کے مصنّف تھے جو کہ احمدیوں کی حالیہ سختیوں اور اور تکلیف کا موجب بنا"۔

دیانتداری:۔ لکھتے ہیں

"یہ امر قابلِ غور ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں احمدیوں کے مہمان خانے ہی ایسی جگہیں ہیں جہاں میں نے محسوس کیا کہ اپنا سامان چھوڑا جا سکتا ہے خواہ غیر حاضری ایک روز کی ہو یا مضافات کی سیر کے سلسلہ میں کئی روز کی۔ کسی دوسری جگہ خواہ وہ عیسائی ہوسٹل ہی کیوں نہ ہوں۔ مجھے اپنا سامان خصوصاً روپیہ پیسہ۔ کیمرے۔ چاقو وغیرہ کے لئے از حد احتیاط کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ ان کے کھو جانے کا امکان رہتا ہے۔ ان احمدی مہمان خانوں میں قطعاً کوئی خدشہ نہیں ہوتا کہ آپ کی کوئی شے اُن میں کام کرنے والے احمدی ملازمین ہتھیا لیں گے۔ رحمت نے کئی بار اپنے کمرے میں بڑی رقمیں چھوڑیں اس مکمل اعتماد کے ساتھ کہ وہ محفوظ رہیں گی"۔

قابلِ تکریم:۔ مچھ جیل میں چار اسیرانِ راہِ مولا سے ملاقات کی روئیداد لکھنے کے بعد مصنّف یوں رقمطراز ہوتے ہیں۔

"دوسرے قیدی احمدیوں کی تعظیم بھی کرتے ہیں اور تعریف بھی۔ حتیٰ کہ سپرنٹنڈنٹ اور جیلر بھی ان کے ساتھ بڑی نرمی اور اخلاق سے پیش آتے ہیں مگر یہ احمدی قیدی باقیوں سے علیحدہ کر دئے گئے ہیں کیونکہ وہ معصوم اور بے ضرر ہیں"۔

ایک اور واقعہ کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں

"اگر یہ سچ ہے تو اس سے مزید ظاہر ہوتا ہے کہ عام لوگ احمدیوں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں"۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

"اس بات کا ثبوت کہ احمدیوں کو بڑی

باقی صـــ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

سعید احمد اعجاز صاحب

محترم ڈاکٹر عبدالرشید تبسّم صاحب

(ایم اے ۔ پی ۔ ایچ ۔ ڈی)

یادش بخیر، ڈاکٹر عبدالرشید تبسم میرے عزیز دوست تھے۔ میری انکی معیت تقریباً دس سال رہی ہے۔ ۱۹۷۷ء میں سمن آباد چھوڑ کر میں اپنے ذاتی مکان نیو گارڈن ٹاؤن میں آکر آباد ہوا تو موصوف کی رہائش گاہ ۷۔۳۔۱۰ ماڈل ٹاؤن لاہور میرے گھر سے بمشکل آدھ میل کے فاصلے پر تھی۔ اس جگہ انہوں نے ایک ادارۂ ادب قائم کر رکھا تھا جسکے وہ خود بانی صدر تھے۔ مجھے انہوں نے نائب صدر مقرر فرمالیا۔ ان کے حالاتِ زندگی کچھ اس طرح ہیں:۔

موصوف، چوہدری عبدالغفور صاحب کے فرزندِ ارجمند تھے ان کا خاندان ایک علمی خاندان تھا، وہ ضلع گورداسپور کے گاؤں اوجلہ میں ۲۹ جون ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گورداسپور میں پائی۔ گیارہ سال کی عمر میں انہوں نے شاعری شروع کر دی۔ ان کی پہلی نظم "ہندوستان" کے عنوان سے شائع ہوئی۔ بی اے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے کیا جہاں انہوں نے امتحانات میں ہمیشہ اوّل پوزیشن حاصل کی اور پر مغز تقریروں، ادبی مضامین اور شعر و سخن میں امتیاز کے باعث کئی انعام اور طلائی تمغے جیتے۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اور U.S.A سے مابعد الطبیعات کے مضمون میں پی۔ ایچ۔ ڈی کیا۔

۱۹۴۰ء میں انہوں نے آل انڈیا ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ، کلوونگ فیکٹری میں ملازمت اختیار کی اور قیام پاکستان کے بعد ترک کر دی۔

پیشہ ورانہ طور پر وہ ایک مایۂ ناز صحافی کی حیثیت سے ابھرے۔ ۱۹۵۲ء سے ۱۹۷۵ء کے اواخر تک وہ کوآپریٹو سوسائٹی کے رسالہ "امداد باہمی" کے مدیر اعلیٰ رہے۔ ۱۹۷۵ء کو جب ڈاکٹر تبسم صحافت سے ریٹائر ہو گئے تو ان کے بیٹوں نے اپنے نابغۂ روزگار باپ کو دوبارہ ملازمت نہ کرنے دی اور فکرِ معاش سے بالکل آزاد کر دیا تاکہ وہ اپنی فنکارانہ تخلیقی صلاحیتوں سے پوری قوت، لگن اور یکسوئی سے کام لے سکیں۔

۱۹۵۶ء میں انہوں نے پاکستان ادارۂ ادب (لٹریچر فاؤنڈیشن) کی بنیاد رکھی اور اس کا دفتر ۱۰۳۔ ماڈل ٹاؤن لاہور میں قائم کیا۔ اس ادارہ کے تحت ۱۹۵۶ء سے ڈاکٹر تبسم صاحب کے تادمِ حیات پندرہ روزہ مشاعرے ہوتے رہے ہیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کی یاد میں پندرہ روزہ مشاعرہ راقم الحروف کی صدارت میں تقریباً دس ماہ تک باقاعدگی سے منعقد ہوتا رہا۔

مشاعروں کے علاوہ اس ادارے نے کئی معزز شعراء کے شعری مجموعوں کی رونمائی کی تقاریب بھی منعقد کیں۔ یہ ادارہ بیس کے قریب بلند پایہ تخلیقی کتابیں شائع کر چکا ہے اس سلسلے کی آخری اہم کڑی محترمہ بیگم تصدق حسین کا اردو مجموعۂ کلام موسوم بہ "گلہائے رنگا رنگ" ہے جسے اربابِ نقد و نظر نے خوب خوب سراہا ہے۔

ڈاکٹر تبسم کا تخلیقی ادب اردو، فارسی، انگریزی تین زبانوں میں براہِ راست لکھا ہوا ہے۔ وہ ادب کی ہر صنف پر عبور رکھتے تھے مگر زیادہ توجہ شاعری اور افسانہ نگاری پر تھی۔ ان کے ادب میں ایک زندہ رجائیت ہے جس کا واضح اشارہ "انقلابِ نو" کی ترکیب میں ملتا ہے "انقلابِ نو" کا ترجمہ امریکی جرائد نے پازیٹو ریوولیوشن (POSITIVE REVOLUTION) یعنی مثبت انقلاب کیا ہے۔ آج جبکہ ساری دنیا مایوسی کا شکار ہے ڈاکٹر تبسم اپنی شاعری میں ایک نہایت روشن مستقبل کی نشان دہی کرتے ہیں۔

۱۹۶۶ء میں ڈاکٹر تبسم نے "یارانِ نو" کے نام سے نئی امنگوں کے نئے شاعروں کے کلام کا ایک مجموعہ تالیف کیا۔ اس میں انہوں نے اردو ادب میں جدید رجحانات کا سیر حاصل تجزیہ کیا۔ یہ تجزیہ انڈیا میں بھی مقبول ہوا اور اس کی کئی ہزار کاپیاں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئیں۔

جہاں اردو ادب پر موصوف کے اور بھی احسان ہیں وہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ آپ چار برس تک اردو کے اہلِ قلم کی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے سیکرٹری رہے ہیں۔

۴ مئی ۱۹۸۱ء کو پنجاب آرٹس کونسل ہال لاہور میں ڈاکٹر تبسم کے اردو افسانوں کے مجموعہ "دہقان زادے" کی تقریب تعارف پاکستان یوتھ ٹیلنٹ کونسل کے زیرِ اہتمام برپا ہوئی تو پاکستان کے چوٹی کے نقادوں اور دانشوروں نے "دہقان زادے" افسانے پڑھے تو ان کی دو ٹوک رائے تھی کہ افسانے کی صنف کو ایک نئی تکنیک دی ہے۔

ڈاکٹر تبسم نے یورپی ممالک اور امریکہ کے دورے کر کے وہاں کے شاعروں، ادیبوں اور ثقافتی تنظیموں کو اردو ادب سے مکمل طور پر روشناس کرایا۔ ڈاکٹر تبسم کے اپنے تخلیقی ادب نے اکنافِ عالم میں وہ شہرت پائی کہ وہ جہاں بھی گئے ان کو شاعروں اور ادیبوں نے اپنے گھروں میں ٹھہرایا۔ ان ممالک کے اہلِ قلم سے افہام و تفہیم ہوتی رہی۔ ان ممالک کے اخبارات نے ڈاکٹر تبسم کے انٹرویو اور فوٹوگراف بڑی فراخدلی سے شائع کئے۔

برطانیہ عظمیٰ کے دورے میں موصوف کارڈف ساؤتھ ویلیز کے رائٹرز سرکل کے تاحیات ممبر بنائے گئے۔ انہوں نے وہاں چھ ماہ قیام کے دوران اس سرکل کو ہفتہ وار نشستوں میں ایک درجن سے زیادہ انگریزی نظمیں، مقالے اور افسانے سنائے وہ اس سرکل کے واحد غیر برطانوی ممبر تھے۔

ڈاکٹر تبسم، انگلستان کی تنظیم "انٹرنیشنل سوسائٹی آف انٹرنیشلسٹس" کے آٹھویں ممبر تھے۔ یہ تنظیم غیر سیاسی اور خالصتاً معاشرتی ہے۔ مئی ۱۹۸۰ء میں جب اس تنظیم کی دوسری سالانہ کانفرنس برلن میں ہوئی تو ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے ڈاکٹر تبسم سے اس تنظیم کی شاخیں پاکستان میں قائم کرنے کی درخواست کی گئی۔

مغربی جرمنی کی برلن یونیورسٹی میں انہوں نے مہمان کی حیثیت سے "اردو ادب میں جدید لہریں" کے عنوان سے ایک فاضلانہ لیکچر دیا جسے سامعین نیز جرمن پریس نے خوب سراہا۔ ڈاکٹر صاحب کے اس لیکچر سے پہلے برلن یونیورسٹی لائبریری میں اردو سیکشن موجود نہ تھا اس لئے برلن یونیورسٹی کے ڈائرکٹر آف فلالوجی نے ڈاکٹر تبسم سے ان کی رہائش گاہ پر اردو ادب پر تفصیلی تبادلۂ خیالات کیا جس کی بنا پر یونیورسٹی لائبریری میں اردو سیکشن قائم کر دیا گیا۔

ڈاکٹر تبسم نے اپنے نظریاتِ ادب کی ترویج کے لئے نیز پاکستان اور دوسرے ممالک کے شاعروں اور ادیبوں کو باہم روشناس کرنے کی غرض سے ایک سہ لسانی مجلہ "انقلابِ نو" کا اجراء کیا اور ان مقاصد کے پیشِ نظر اس مجلہ کے کئی خاص اور ضخیم شمارے شائع کئے۔

۱۹۷۵ء میں اقوام متحدہ کی متعلقہ ایجنسی نے خواہش ظاہر کی کہ ہنگری کے انقلابی شاعر پٹوفی (۱۸۲۳ - ۱۸۴۹) کی ایک سو پچاسویں سالگرہ منائی جائے تو ڈاکٹر تبسم نے "انقلابِ نو" کا پٹوفی نمبر ترتیب دیا جس میں اس شاعر کے سوانح حیات اس کی نظموں کے ترجمے اور پٹوفی پر لکھی گئی پاکستان کے شعراء کی تقریباً ایک سو نظمیں شامل تھیں۔ ڈاکٹر تبسم نے پٹوفی پر لکھی گئی سب نظموں کا ترجمہ انگریزی میں کر ڈالا "انقلابِ نو" کا یہ ایڈیشن بہت کامیاب رہا۔ ہنگری میں سب سے زیادہ کثیر الاشاعت اخبار کا چیف رپورٹر صرف ڈاکٹر تبسم کا انٹرویو لینے کی خاطر بذریعہ طیارہ پاکستان پہنچا۔ یہ انٹرویو، بوڈاپسٹ ہنگری کے دارالخلافہ میں چار کالمی سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا۔ اسی طرح ہنگری کے ایک دوسرے شاعر عادی سے متعلق "انقلابِ نو" کا ایک ضخیم ایڈیشن شائع ہوا جسے بھی عالمی سطح پر بہت شہرت ملی۔

ڈاکٹر تبسم اپنے فارسی کلام اور افسانوں کے باعث ایران میں معروف ہیں۔ ایرانی اہلِ قلم نے اصرار کیا کہ ڈاکٹر تبسم اپنے رسالہ کے ذریعے پاکستان اور ایران کے شاعروں اور ادیبوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کریں۔ چنانچہ ایران اور پاکستان کے ممتاز اہلِ قلم کے تعاون سے ڈاکٹر تبسم نے "انقلابِ نو" کا ایک خاص ایڈیشن شائع کیا۔ اس کی بین الاقوامی شہرت دیکھ کر حکومتِ پاکستان نے اس کی ایک سو کاپیاں خرید کر دنیا کے ایک سو ملکوں میں تحفتاً بھیجیں بعد ازاں "انقلابِ نو" کا ایک ایسا ہی دوسرا فارسی ایڈیشن شائع ہوا۔

برصغیر پاک و ہند کی مشہور سیاسی خاتون جہاں آرا بیگم کی وفات پر ایک عظیم مشاعرہ، موصوفہ کی شخصیت، اوصافِ حمیدہ کارناموں کے متعلق برپا کیا گیا۔ شاعروں کی منظومات اور جہاں آرا بیگم کے سوانح حیات کو جمع کر کے "انقلابِ نو" کا ایک خاص یادگار ایڈیشن شائع کیا گیا جس کی شہرت دور نزدیک پہنچی۔

پندرھویں صدی ہجری کے پہلے سال میں طبع شدہ ادبی کتابوں کا مقابلہ پاکستان اکیڈمی آف لیٹرز نے منعقد کیا تو ڈاکٹر تبسم کے انگریزی افسانوں کی کتاب "اے ونڈو ٹو دی ایسٹ" انگریزی کتب میں اوّل آئی اس پر ان کو بیس ہزار روپے کا انعام دیا گیا۔

ساٹھ سالہ جشنِ شاعری

۱۹۸۵ء میں ڈاکٹر تبسم کی شاعری کے آغاز پر ٹھیک ساٹھ سال گزرے تو ان کی ساٹھ سالہ شاعری کا جشن منانے کی تیاری شروع ہوئی اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس جشن کے سلسلے میں چار سو تین نظمیں لکھی گئیں جن میں سے دنیا کے بیس ممالک کے شعراء نے اپنی اپنی زبان میں ڈاکٹر تبسم کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ ہر غیر ملکی سخنور نے مذکورہ کمیٹی کی درخواست پر اپنی نظم کا انگریزی نثری ترجمہ بھی مہیا کر دیا۔

باقی صـــ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سادہ لباس اور خواتین

قوموں کی زندگی کا ثبوت اسی بات سے ملتا ہے کہ ان کا رہن سہن طور طریقے اور ماحول کیسا ہے۔ ہر زندہ قوم سب سے پہلے اپنے ملکی وسائل کا جائزہ لیتی ہے اور اپنی ضروریات کو اس طرح پورا کرنے کی سعی کرتی ہے کہ اپنے انہی وسائل و ذرائع کی حدود میں رہ کر اپنی وضع داری یا اپنی روایات کو قائم رکھ سکے۔ اسی قوم کو زندہ رہنے کا حق حاصل ہے جو یہ سمجھ لے کہ چاہے کچھ بھی ہو ملک کی عظمت اور استقامت اور حرمت پر کسی صورت میں حرف نہ آنے پائے اگرچہ بظاہر لباس ایسی چیز سمجھا جاتا ہے جس میں عام طور پر یہ سوچنا بھی کوئی گوارا نہیں کرتا کہ یہ کوئی قومی مسئلہ ہے یا اس کا تعلق ملک کے کسی اہم معاملات میں سے ہے۔ اس لئے کہ عام طور پر لباس ہر شخص کا اپنی اپنی پسند اور شخصی قسم کا مسئلہ کہا جاتا ہے یعنی لباس کی ترتیب۔ انتخاب اور فیشن ہر مرد و عورت کے اپنے ذوق اپنی پسندیدگی اور اوقات اپنے وسائل پر منحصر ہوتا ہے۔ یہ بڑے اچنبھے کی بات ہے کہ آج تک ہم نے اس ضروری و اہم مسئلہ کو کبھی قومی نقطۂ نظر سے نہ تو سوچنے کی کوشش کی ہے اور نہ ہی اس سے متعلق جو اور بہت سی باتیں سامنے آجاتی ہیں۔ انہیں سمجھنے کے لئے کوئی سنجیدگی سے کوشش کی گئی ہے ہر شخص اسے اپنا ذاتی اور خالص گھریلو معاملہ سمجھ کر یہ جرأت ہی نہیں کرتا کہ اسے قومی انداز سے دیکھے اور اس طرح اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرے کہ جس سے من حیث القوم کوئی صحیح راہ عمل دریافت ہو جائے۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لباس کا انتخاب فیشن کی نسبت سے کیا جاتا ہے اور عورتوں کی پسند بھی فیشن کی نظر ہو جاتی ہے بڑے بڑے گھرانوں کی عورتیں مغربی تہذیب سے زیادہ قریب ہونے کے باعث اسی قسم کا لباس زیب تن کرنا پسند کرتی ہیں اور روزانہ کے بدلتے ہوئے فیشنوں کے رائج کرنے میں اس قسم کی خواتین کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ متوسط گھرانے کی عورتیں ان اونچی سوسائٹی کی خواتین کو دیکھ کر اسی جدوجہد میں مصروف رہتی ہیں کہ وہ بھی کسی طرح ان کا سا لباس بنائیں۔ اس طرح غریب گھرانے کی خواتین باوجود ایسے ذرائع نہ ہونے کے اسی ادھیڑبن میں رہتی ہیں کہ جس طرح بھی ہوسکے وہ بھی فیشن میں کسی سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ بعض بہنیں شائد یہ کہیں کہ عورت فطرتاً ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ خوبصورتی۔ فیشن۔ نفاست اور بناؤ سنگھار سے خود بخود مانوس ہو جاتی ہے۔ اور اس لحاظ سے اس کے سامنے معاشرہ کی پیدا کردہ کسی قسم کی کوئی خلیج باقی نہیں رہتی۔ اور وہ فطرت سے مجبور ہو کر فیشن پرستی کی طرف زیادہ مائل ہو جاتی ہے اگر اس کلیہ کو مان لیا جائے تو یقیناً اس سے یہ نتیجہ مترشح ہوتا ہے کہ عورت کی اس فطرت کی بدولت ہماری سماج اکثر برائیوں کا شکار ہو کر رہ گئی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ماننی پڑے گی کہ جہاں عورت کو بناؤ سنگھار سے لگاؤ اور دلچسپی ہے۔ وہاں اگر اسے یہ بات ذہن نشین کرادی جائے کہ ملک کے استحکام کے لئے کیا کرنا ہے تو وہ قربانی اور ایثار کا وہ مرقع بھی پیش کر سکتی ہے وہ شائد کوئی اور صنف پیش نہ کر سکے۔ عورت کی قربانی کے قصے ضرب المثل ہیں اور یہ ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔

ان نظریات کے پیش نظر اگر یہ کہا جائے کہ ہماری خواتین قوم و ملک کی خاطر اپنا سکھ اپنا چین غرض اپنا سب کچھ قربان کر دینے میں بھی دریغ نہیں کرتیں تو یہ کوئی حیرت کی بات نہ ہو گی۔ اور اس کی بہت سی مثالیں تحریک قیام پاکستان ہی کی تاریخ سے مل جائیں گی کہ صرف جذبۂ حب الوطنی کے پیش نظر ہماری بہنوں نے کیا کارہائے نمایاں کر دکھائے اور دنیا کو انگشت بدنداں کر ڈالا۔ اس لئے یہ بات بھی ماننی پڑے گی کہ قوم و ملک کی ہر مشکل کے وقت صنف نازک نے مردوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر اپنے فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیئے ہیں اور اب جبکہ ہمارا ملک ایک ایسے دور میں داخل ہوا ہے جب ہم نے حقیقی معنوں میں اپنی منزل کو دیکھا ہے اور اسے سمجھنے کی کوشش کی ہے اور اب پاکستان کی بقاء و تحفظ اور سلامتی کی خاطر ہم سب مل کر ایک مخلص قیادت کے تحت بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں ہماری خواتین بھی کسی سے پیچھے نہیں رہیں نئی حکومت کو معرض وجود میں آئے ابھی وقت ہی کون سا گذرا ہے۔ مگر جہاں ہمارے بھائیوں نے قوم و ملک کے لئے ہر شعبہ زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ وہاں ہماری بہنوں نے حال ہی میں ایک ایسی مہم چلائی ہے جس کی کامیابی پر درحقیقت ہمارا بہت کچھ منحصر ہے۔

بیگم صدر ایوب اور بیگم ملقیس شیخ کی سادگی کی تحریک نہ صرف ایک بہت ہی بروقت اور قابل قبول تحریک ہے بلکہ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ بڑے متوسط اور چھوٹے گھرانوں کی خواتین کے درمیان جو مصنوعی خلیج اب تک حائل تھی وہ مٹ جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ دیسی کپڑا پہننے کے دیگر فوائد یہ بھی ہوں گے کہ ملک کا پیسہ ملک کے اندر ہی رہے گا اور ہمارا زرمبادلہ جو نفیس کپڑا درآمد کرنے میں خرچ ہوتا ہے بچا کر ملک کی دیگر ترقیاتی سکیموں پر خرچ ہو سکے گا۔ پھر دیسی کپڑا بنانے والے چھوٹے چھوٹے صنعت کار اور گھروں میں کھڈیوں پر کام کرنے والے مرد و خواتین خوشحال ہو سکیں گے اس تحریک کا وجود ہمارے ملک کے لئے ایک بڑی نیک فال ہے اور یقین کیا جا سکتا ہے کہ معاشرے کی اصلاح بھی اس تحریک کی وساطت سے بڑی حد تک خود بخود ہوتی جائے گی۔ لہٰذا ہماری بہنوں کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اس تحریک کو کامیاب بنانے اور اسے پروان چڑھانے کے لئے اپنی بساط بھر کوشش کریں تاکہ ہم اس تحریک کو مقبول کرانے کا ایسا معاشرہ ترتیب دیں جس میں ملکی وسائل و ضروریات کا احترام ایک لازمی جزو قرار دیا جائے۔

(ڈویژنل دفتر محکمہ اطلاعات۔ ملتان
ماخوذ از الفضل ۲۸ جولائی ۱۹۶۸ء)

بقیہ: ڈاکٹر عبدالرشید تبسم

انگریزی نثری ترجمے کو اردو نظم کا لباس پہنا دیا گیا۔ یہ تمام نظمیں تقریباً پانچ سو صفحے کی کتاب میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اس کی رونمائی کی خاطر ۱۵ اپریل ۱۹۸۶ء کو فلیٹیز ہوٹل لاہور میں ایک تقریب بھی منعقد ہوئی جس کی صدارت آنریبل سید قاسم علی شاہ (اسوقت کے امور کشمیر کے وزیر) نے فرمائی۔ آنریبل چیف جسٹس شرعی فیڈرل کورٹ پاکستان مسٹر گل محمد بیگم سلمیٰ تصدق حسین وغیرہم مہمان خصوصی، اسٹیج سیکرٹری ماہر تعلیم اور عالمی شہرت کے نقاد پروفیسر محمد عثمان تھے۔

۵ مارچ ۱۹۸۵ء کو ڈاکٹر تبسم نے پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے، سیکرٹری جنرل آل پاکستان یونائیٹڈ نیشنز ایسوسی ایشن کی حیثیت سے نیوگنی کے ریجنل سیمینار میں ایک تہلکہ افگن تقریر کی۔ مغربی ممالک کی کالونیوں کے خاتمے کیلئے جو مساعی U.N.O نے کی ہیں ان کو سراہتے ہوئے آپ نے بڑی جرأت سے اس امر پر زور دیا کہ جب تک مشرق وسطیٰ کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا کوئی دیرپا امن ممکن نہیں۔

ڈاکٹر عبدالرشید تبسم ایک خلوت پسند، درویش صفت انسان تھے ان کے پاس اثر و رسوخ اور مادی ذرائع کا کوئی اسلحہ موجود نہیں تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی کی فنی جنگ تن تنہا لڑی تھی اور چھا گئے تھے۔ ان کا مکان C-103 ماڈل ٹاؤن لاہور، ثقافت و فن کا مرکز بن چکا تھا شاید یہی وجہ تھی کہ ان کو آل پاکستان یونائیٹڈ نیشنز ایسوسی ایشن کا سیکرٹری جنرل بھی چن لیا گیا تھا۔ پاکستان کے اسوقت کے وزیر ثقافت و سیاحت نے ڈاکٹر تبسم کے ادارۂ ادب کی دو عظیم ادبی تقریبوں کی صدارت فرمائی تھی۔

ڈاکٹر تبسم کے بارے میں ان کے آخری ایام حیات میں ایک عالمی اہمیت کی یہ خبر بھی ملی تھی کہ ان کی کتابیں نوبل پرائز کیلئے متعلقہ کمیٹی کے پاس زیر غور ہیں (یہاں تک مضمون تبسم صاحب کے خودنوشتہ سوانح سے لیا گیا ہے۔ سعید اعجاز)

پاکستان کے ممتاز و مایۂ ناز شاعر ادیب اور صدارتی ایوارڈ یافتہ ڈاکٹر عبدالرشید تبسم ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو C-103 ماڈل ٹاؤن لاہور میں وفات پا گئے۔ ان کی وفات پر صدر مملکت نے ان کی بیٹی عارفہ حلیم کے نام تعزیتی تار بھیجا جس کا متن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

(ترجمہ) حسب ذیل ہے:۔

"اپنے والد محترم ڈاکٹر عبدالرشید تبسم کی وفات پر میری دلی تعزیت قبول کیجئے ڈاکٹر رشید پاکستان کے ممتاز شاعر اور بہت سی فارسی اور انگریزی کتابوں کے مصنف تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے خاندان کو یہ ناقابلِ تلافی نقصان برداشت کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

ممکن نہ ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ ہم عملاً کہاں کھڑے ہیں۔

محض اسلام کے اقتصادی اصولوں کا ڈھول پیٹتے رہنے سے تو معاشرہ میں عدل اور احسان کا نظام قائم نہیں ہو جائیگا اس کے لئے بعض طبقات کو قربانی دینی پڑیگی۔

بغیر کھائے پیئے.....!

ویسے تو انسان کو ایک وقت کا کھانا نہ ملے تو کمزوری سے چکر آنے لگتے ہیں لیکن جنوبی افریقہ کی ایک خاتون کا دعویٰ ہے کہ وہ صرف پانی پی کر ۱۰۲ دن زندہ رہی۔ اصل میں مختلف مخلوقات میں اس طرح زندہ رہنے کی استعداد مختلف ہے۔ مثلاً جانوروں کے بالوں میں رہنے والا کیڑا پورے ایک سال غذا کے بغیر رہ سکتا ہے۔ مگر چھوٹی چڑیا صرف پانچ دن اور کتا ۲۰ دن زندہ رہ سکتا ہے عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ گرم خون والی مخلوق اس وقت تک زندہ رہ سکتی ہے جب تک اس کے جسم کا وزن آدھا نہ ہو جائے۔ وزن کا معاملہ بہت اہم ہے۔ قدرت نے تمام جانداروں کا جسم یوں بنایا ہے کہ وزن ایک خاص حد تک بڑھتا ہے یہ نہیں کہ جتنا زیادہ کھائیں وزن اتنا ہی بڑھتا چلا جائے۔ وزن جب خاص مقام تک پہنچ جاتا ہے تو باقی غذائیت مختلف طریقوں سے زائل ہو جاتی ہے لیکن بعض جاندار اس غذائیت کو بدن کے اندر بچا لیتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر آہستہ آہستہ استعمال کرتے ہیں اور اس طرح وہ طویل عرصے تک کھائے پیئے بغیر زندہ رہ لیتے ہیں۔

اعلان دارالقضاء

۱ "مکرم بشیر احمد صاحب خادم کارکن نظارت علیا کے پراویڈنٹ فنڈ کی رقم مبلغ ۳۲، ۹۱۷، ۳ روپے ان کی بیوہ محترمہ نصرت بی بی صاحبہ کو ادا کئے جانے پر کسی وارث یا غیر وارث کو اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دفتر قضاء میں اطلاع دیں"

۲۔ حسب درخواست مکرم قریشی نورالحق صاحب نوریہ ربوہ۔

قطعہ ۸/۲۱ محلہ دارالبرکات ربوہ برقبہ دس مرلہ کو برائے ادائیگی حصہ وصیت محترمہ اصغری مبارکہ صاحبہ مبلغ ۸/۱۵۵۷۵ روپے (جس کے ضامن درخواست کنندہ ہیں) فروخت کر کے بقایا حصہ وصیت ادا کرتے اور باقیماندہ رقم ورثاء میں حصہ رسدی تقسیم کرنے پر کسی وارث یا غیر وارث کو اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دے"

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

نوٹس

شوکت حسین صاحب بٹ ولد محمد حسین بٹ صاحب کارکن درجہ دوم بیت المال آمد آپ بلا منظوری رخصت ۸۹/۱۰/۲۶ سے غیر حاضر ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اخبار الفضل نوٹس دیا جاتا ہے کہ مورخہ ۹۰/۲/۱۵ تک دفتر حاضر ہو کر رپورٹ کریں۔

بصورت دیگر آپ کے خلاف حسب قواعد بلا حقوق فراغت کی کارروائی کی جائے گی۔

(ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

ختم قرآن

عزیزہ عظمےٰ ترمذی صاحبہ بنت مکرم سید مبشر حسین صاحب نے ساڑھے سات سال کی عمر میں قرآن کریم ختم کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو نور قرآن سے منور فرمائے۔

ضروری اعلان

"تمام احباب جو اپنے فوت شدگان کی قبور پر کتبہ قبرستان عام ۱ اور ۲ میں لگوانے کے خواہشمند ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ کتبہ کا سائز زیادہ سے زیادہ ۲½ فٹ × ۱½ فٹ سے بڑا نہ رکھیں۔ چاہے وہ ربوہ سے تیار کرائیں۔ یا باہر سے تیار کروائیں۔

(صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ۔ ربوہ)

اطفال وقف جدید کے وعدے لکھوائیں

وقفِ جدید کا نیا سال شروع ہو چکا ہے اس لئے جن اطفال نے ابھی تک وقف جدید کا وعدہ نہیں لکھوایا وہ فوری طور پر اپنا وعدہ لکھوائیں اور پھر جلد ادائیگی کی کوشش کریں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ بچے وقف جدید کا سارا بوجھ اٹھالیں۔

اطفال بھائیو! آپ کو چاہیئے کہ حضور کی اس خواہش کو پورا کرتے ہوئے بچپن سے اپنے لئے برکات کے حصول کے سامان پیدا کریں۔

سیکرٹری وقفِ جدید
(اطفال الاحمدیہ پاکستان)

ناظمین اطفال توجہ فرمائیں

تمام ناظمین اطفال مجالس و اضلاع سے گزارش ہے کہ اپنی اپنی مجالس و اضلاع کی فہرست تجنید مکمل کر کے جلد از جلد ارسال فرمائیں۔

سیکرٹری تجنید
(مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان)

حبوبِ مفیدِ اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ۴۵/- روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

نادار مریضوں کے علاج کیلئے فضل عمر ہسپتال کو عطیات بھجوائیں

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں نادار اور مستحق مریضوں کا علاج مفت کیا جاتا ہے جماعت کے صاحبِ حیثیت اور مخیر احباب سے گذارش ہے کہ وہ اپنے نادار بھائیوں کے علاج کیلئے "مد امداد مریضان" میں زیادہ سے زیادہ عطیات بھجوائیں۔ یہ عطیہ جات براہ راست مد امداد مریضان خزانہ صدر انجمن احمدیہ یا ہسپتال کے ذریعہ جمع کروائے جا سکتے ہیں۔

ایڈمنسٹریٹر
فضل عمر ہسپتال

بقیہ: احمدی غیر کی نظر میں

عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے یہ ہے کہ بار کونسل میں سے چار منتخب ممبروں میں سے ایک احسان (احمدی ایڈووکیٹ) ہیں"۔

مساوات کے حامی:۔ کوئٹہ میں اپنے بیرسٹر میزبان کو غسلخانہ کی صفائی میں اپنے نوکر کی مدد کرتے ہوئے دیکھ کر تحریر فرماتے ہیں "میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ کتنی مختلف بات تھی، کیونکہ برصغیر پاک و ہند میں اعلیٰ مناصب پر فائز لوگ اس طرح غسلخانہ صاف کرتے دکھائی نہیں دیتے۔ یہ احمدیوں کی خصوصیت ہے کہ مذہب نے ان میں ایک ایسا تغیر پیدا کر دیا ہے کہ پاکستان جہاں سوچ، سوسائٹی کی درجہ بندی اور منصب و مرتبہ کے گرد گھومتی ہے، احمدی حضرات اس سے بالاتر ہو کر سوچتے ہیں۔ ان کی سوچ کے پیچھے مساوات اور اخوت کا جذبہ جھلکتا ہوا دکھائی دیتا ہے"۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

PILES CAP
پائلز کیپ
خونی و بادی بواسیر کا شافی علاج۔ سالہا سال کی آزمودہ، مجرب اور تیر بہدف دوا۔ جس کے استعمال سے خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل شفا ہو جاتی ہے۔
قیمت ۱۵ یوم کورس ۴۰/- روپے علاوہ محصول ڈاک
تیار کردہ
احمدیہ یونانی دواخانہ
رحمت بازار، ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کشمیریوں کی حمایت سے کسی صورت بھی دستبردار نہیں ہونگے

وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان کا ریڈیو۔ ٹی وی پر خطاب

پاکستان کے وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان نے کہا ہے کہ پاکستان کشمیر کے مسئلے پر کشمیریوں کی حمایت سے ہرگز دستبردار نہیں ہو گا۔ ریڈیو اور ٹی وی پر کشمیر کے بارے میں پالیسی بیان جاری کرتے ہوئے وزیر خارجہ نے کہا کہ ساری دنیا جانتی ہے کہ پاکستان اور کشمیری عوام کے درمیان قلبی اور روحانی رشتے اتنے گہرے ہیں کہ کشمیریوں کے خلاف ظلم پر آواز نہ اٹھانا ہمارے لئے ناممکن ہے انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان کو حالات کی نزاکت کا احساس ہے۔ ہم جن مسائل سے دوچار ہیں وہ بہت پیچیدہ ہیں۔ ان کے بارے میں ہمیں نہایت احتیاط اور سوچ بچار سے فیصلے کرنے ہیں ہم کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائیں گے جس سے علاقے کا امن خطرے میں پڑ جائے۔ تاہم بھارت کے غلط مؤقف اور بے بنیاد الزامات کو مؤثر طریقے سے مسترد کرنا ہمارا حق ہی نہیں بلکہ فرض بھی ہے۔

اپنے حالیہ دورۂ دہلی کا ذکر کرتے ہوئے وزیر خارجہ نے کہا کہ بھارتی اکابرین سے ملاقاتوں کے دوران میں نے ان پر واضح کر دیا تھا کہ جموں کشمیر ایک متنازعہ علاقہ ہے جس کے مستقبل کا فیصلہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق اقوام متحدہ کی نگرانی میں آزادانہ رائے شماری کے ذریعے ہونا باقی ہے۔ میں نے یہ بات صاف الفاظ میں کہی کہ کشمیریوں کا جذبۂ حریت پسندی ان کی حالیہ تحریک سے ظاہر ہے اور اس کا سرچشمہ اندرونی وجوہات ہی میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان پر اُلٹے سیدھے الزامات دھرنے سے نہ تو حقائق تبدیل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی مسئلہ کشمیر حل ہو سکتا ہے۔ اس مسئلے کا واحد حل یہ ہے کہ کشمیریوں کے حق خود ارادیت کو تسلیم کیا جائے اور ان کو اپنی قسمت کا خود فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اس حقیقت کا اعتراف شملہ معاہدہ میں بھی کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی اصولوں پہ استوار ہے اور ہم اصولوں سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ کشمیریوں کے بنیادی حقوق پر کسی قسم کی سودے بازی نہیں ہو سکتی اور پاکستان کسی دباؤ یا دھمکی سے مرعوب نہیں ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ کشمیری عوام نے اپنی جانوں کے نذرانے دے کر یہ بات ثابت کر دی ہے کہ جذبۂ آزادی کو کسی بھی صورت میں پابند سلاسل نہیں کیا جا سکتا اور بھارتی حکومت کے ظلم و ستم سے تحریک کی شدت میں کوئی کمی آنے کی بجائے اور اضافہ ہو رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہم وقار متانت تدبر اور دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے ان عارضی مشکلات پر قابو پا لیں گے۔ عوام کی دعائیں اور اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔ ہم کامیاب ہوں گے۔

ضرورت ملازمین

ہمیں اپنے سٹور واقع ربوہ میں کام کرنے کیلئے محنتی اور دیانتدار کارکنوں کی ضرورت ہے۔ ابتدائی تنخواہ ایک ہزار روپیہ ہوگی۔ اچھی کارکردگی کی صورت میں تنخواہ چھ ماہ بعد بڑھادی جائے گی۔ درخواستیں مع مکمل کوائف و تصدیق صدر صاحب محلہ یا امیر صاحب ضلع مؤرخہ ۹ فروری ۱۹۹۰ء تک پہنچ جانی چاہئیں اور اسی دن مندرجہ ذیل پتہ پر ملیں۔

طاہر احمد خالد۔ پروپرائیٹر خالد ناصر ٹریڈرز
۷۰/۱۔ دار العلوم غربی الف ربوہ

اکسیر خارش

خارش پوڈر

خارش ہر قسم، دھدر، چنبل، پھوڑے پھنسی، مادی آتشک، بگڑی ہوئی چھپاکی اور دیگر امراض جلد کی اکسیر دوا کھانے اور لگانے کی دوا مکمل کورس فی مریض -/۱۶ ڈاک خرچ -/۱۳۔ ڈاکٹروں، حکیموں کو معقول کمیشن۔ نوٹ: -/۱۳ روپے ڈاک خرچ میں ۱۰ مریضوں کی دوائی بھی پہنچ سکتی ہے

احمدی حکیم قاضی نذر محمد

قاضی دواخانہ رجسٹرڈ چک چٹھہ
گوجرانوالہ روڈ متصل حافظ آباد

خبریں

ملکی خبریں

○ حیدرآباد شہر ایک بار پھر نسلی امتیاز کی لپیٹ میں آگیا ہے۔ شہر کے مختلف علاقوں میں نقاب پوشوں کی فائرنگ سے ۱۱ افراد ہلاک ہو گئے ہیں جبکہ ۲۵ کے زخمی ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ ان واقعات کے بعد حیدرآباد میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ یہ نقاب پوش کاروں اور سکوٹروں پر سوار تھے۔ اُنہوں نے راہ چلتے لوگوں پر حملہ کیا۔ حیدرآباد شہر لطیف آباد میں بھگدڑ مچ گئی۔ دوکانیں بند ہو گئیں۔

○ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خاں نے کہا ہے کہ کشمیر کے مسئلہ کے بارے میں ہم نے بھارت کو بتا دیا ہے کہ ہم دھمکی یا دباؤ سے مرعوب نہ ہونگے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم کو حالات کی نزاکت کا پورا احساس ہے لیکن ہم کشمیریوں کی حمایت سے دستبردار نہیں ہونگے۔

○ مقبوضہ کشمیر کے ۲۴ شہروں اور قصبوں میں کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔ پولیس فائرنگ سے ۳ مزید مسلمان شہید ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ بھارت نے روس کو یقین دہانی کروائی ہے کہ اگر کشمیر کے مسئلہ کو سلامتی کونسل میں اٹھایا گیا تو وہ اس کو ویٹو کر دے گا۔ اس ضمن میں بھارتی وزیر خارجہ نے روس سے کامیاب مذاکرات کئے ہیں

○ بھارت نے پاکستان کو انتباہ کیا ہے کہ اگر اس نے کشمیر میں مداخلت جاری رکھی تو شملہ معاہدہ توڑ دیا جائے گا۔ کشمیر کے مسئلے پر امریکہ نے بھارت کے موقف کو غلط قرار دیا ہے امریکی نائب وزیر خارجہ نے اس مسئلے کو معاہدہ شملہ کے مطابق حل کرنے پر زور دیا۔

سرزمین قادیان کا اوّلین

مشہور دواخانہ

۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت

گوجرانوالہ فون ۴۴۸۴۷، ربوہ فون ۹۰۶
ملتان فون ۳۱۰۲۶، قلعہ کالروالا، کراچی

غیر ملکی خبریں

○ رابطہ عالم اسلامی نے اسلامی کونسل کی تنظیم اور اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری سے کہا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں غیر جانبدارانہ رائے شماری کرانے کا انتظام کرائے۔

○ مشرقی جرمنی کے لیڈر ہانس موڈرو نے ماسکو میں صدر گورباچوف سے ملاقات کی جس میں اُنہوں نے بتایا کہ مشرقی اور مغربی جرمنی کا اتحاد ممکن ہے اور رائے عامہ اسکے حق میں ہے۔

○ مشرقی جرمنی کے سابق سربراہ مسٹر ہونیکر کو خرابیٔ صحت کے باعث رہا کر دیا گیا ہے۔ انہیں پیر کے روز ہسپتال سے فارغ ہونے کے فوراً بعد گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا تھا۔

○ بلغاریہ کے کمیونسٹ رہنما پیٹر میلاڈینوف نے ملک میں عام انتخابات مئی میں کرانے کا اعلان کیا ہے اور اپوزیشن کو پیشکش کی ہے کہ عبوری حکومت میں شامل ہو جائے۔ جو آزادانہ انتخابات تک نظم و نسق چلائے گی اُنہوں نے کہا کہ بلغاریہ میں سرمایہ دارانہ نظام کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے کیونکہ اس کا نتیجہ بڑے پیمانے پر بے روزگاری اور افراتفری کی صورت میں نکلے گا۔ انہوں نے تجویز پیش کی کہ پارٹی سربراہ اور صدر کے عہدے الگ کر دیئے جائیں۔ میلاڈینوف صوفیہ میں ایک غیر معمولی اجلاس سے خطاب کر رہے تھے جس میں ۳۰۰۰ مندوبین شریک ہوئے

○ یوگوسلاویہ کے صوبے کوسوو میں البانوی مسلمانوں کے مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے مظاہرین اور پولیس کے درمیان جھڑپوں میں ایک پولیس اہلکار ہلاک ہو گیا گذشتہ ایک ہفتے کے دوران صوبے میں ہلاک ہونیوالوں کی کل تعداد ۱۶ ہو گئی ہے ایک علاقے میں چھ ہزار البانوی باشندوں نے مظاہرے میں شرکت کی جو جمہوریت کے نعرے لگا رہے تھے۔ پولیس نے آنسو گیس استعمال کی۔ کوسوو یوگوسلاویہ کی سب سے بڑی جمہوریہ سربیہ کا حصہ ہے یہاں کی ۹۰ فیصد آبادی البانوی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ البانوی مسلمان آزادانہ انتخابات ہنگامی حالت کے خاتمے اور سربیہ کے کنٹرول سے آزادی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔